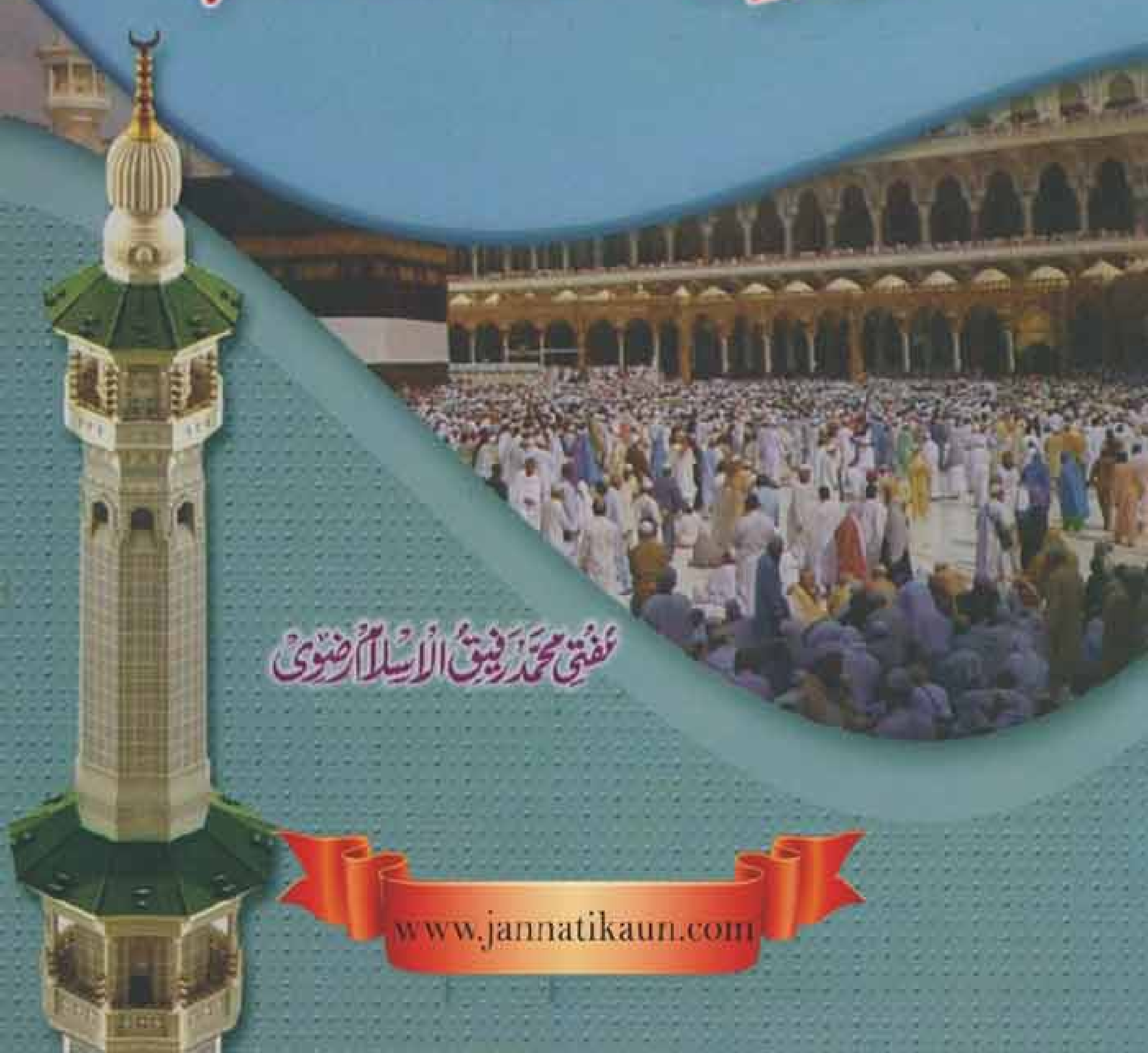
تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلافِ سنت اور مکروہ ہے



مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلاف سنت اور مکروہ ہے

مُصنّف

مفتی محمد رفیق الاسلام رضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز کی اقامت کے وقت امام و مقتدی کو کب کھڑا ہونا چاہئے؟ اس سلسلے میں جب ہم احادیث کریمہ، صحابہ کرام کے قول و عمل اور فقہائے عظام کی عبارتوں پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ مسئلہ روز روشن کی طرح صاف و ظاہر ہو جاتا ہے کہ اقامت کے شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا مکروہ ہے اور ایسا کرنا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ صحابۂ کرام کے عمل اور فقہائے عظام کی عبارتوں کے خلاف ہے بلکہ مستحب اور بعض فقہا کے نزدیک سنت یہ ہے کہ امام و مقتدی سب اس وقت کھڑا ہونا شروع کریں جب مکبر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ پر پہنچے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

(۱) عَنْ اَبِی قَتَادَۃَ "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ" (ج ۱ ص ۸۸، کتاب الاذان باب متی یقوم الناس اذا راو الامام عند الاقامۃ) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اقامت (تکبیر) کہی جائے تو تم لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہونا جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

(۲) مسلم شریف ج ۱ ص ۲۲۰ باب متی یقوم الناس للصلوٰۃ کتاب المساجد میں بھی یہ حدیث ہے۔

(۳) ترمذی شریف ص ۷۶ کتاب الصلوٰۃ ابواب السفر باب کراھیۃ ان ینتظر الناس الامام وھم قیام، میں امام ترمذی اس حدیث کو نقل فرمانے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: حدیث ابی قتادۃ حدیث حسن صحیح وقد کرہ قوم من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم ان ینتظر الناس الامام وھم قیام۔ ابو قتادہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب علم صحابہ اور دوسرے علماء نے کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے کو مکروہ قرار دیا۔

اس طرح کی متعدد حدیثیں صحاح ستہ میں موجود ہیں لیکن بروقت تین صحیح حدیثیں بیان کر دی گئیں جس سے معلوم ہو گیا کہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونے سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور صحابۂ کرام نے اس کو مکروہ قرار دیا۔

اب صحابۂ کرام کا عمل ملاحظہ کریں

(۴) علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ رَوَاہُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُہٗ۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۱۲۴ باب متی یقوم الناس، کتاب الصلوٰۃ) حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب موذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃِ کہتا۔

(۵) امام سرخسی نے مبسوط میں حضرت ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلیل بیان کرتے ہوئے خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل تحریر فرمایا وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ الموذن من الاقامۃ کان یقوم المحراب (مبسوط ج ۱ ص ۱۰۵، باب افتتاح الصلوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ) امام ابو یوسف نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے دلیل پیش کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مؤذن کے اقامت سے فارغ ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے۔

ان دونوں جلیل القدر صحابی کے عمل سے ثابت ہوگیا کہ صحابۂ کرام اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

اقوال فقہائے کرام ملاحظہ کریں

(۶) بدائع الصنائع میں ہے: والجملۃ فیہ ان المؤذن اذا قال حی علی الفلاح، فان کان الامام معھم فی المسجد یستحب للقوم ان یقوموا فی الصف۔ (ج ۱ ص ۲۹۶ کتاب الصلوٰۃ فصل واما سنتھا)

خلاصۂ کلام اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جب مؤذن "حی علی الفلاح" کہے تو اگر امام ان کے (قوم) کے ساتھ مسجد میں ہو تو لوگوں کے لئے مستحب ہے کہ اسی وقت کھڑے ہوں۔

(۷) فتاویٰ عالمگیری میں ہے ان کان الموذن غیر الامام و کان القوم مع الامام فی المسجد فانہ یقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا

الثلاثة وھو الصحیح۔ (ج ۱ص ۵۷، الفصل الثانی فی کلمات الاذان، کتاب الاذان)

اگر مؤذن امام کے علاوہ ہو اور لوگ امام کے ساتھ مسجد میں ہوں تو جب مؤذن ’’حَیَّ عَلَی الْفَلَاح‘‘ کہے، اس وقت امام اور لوگ کھڑے ہوں ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک اور یہی صحیح ہے۔

(۸) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وجیز امام کردری سے ہے والسنۃ ان یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح۔ (ج ۲ ص ۳۴ باب آداب الصلوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ) سنت یہ ہے کہ امام اور قوم سب اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن ’’حَیَّ عَلَی الْفَلَاح‘‘ کہے۔ ان عبارتوں سے واضح ہوگیا کہ ’’حَیَّ عَلَی الْفَلَاح‘‘ کے وقت کھڑا ہونا امام اور قوم سب کے لئے مستحب اور امام کردری کے نزدیک سنت ہے اور اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا مستحب و سنت و مکروہ ہے۔

واضح ہو کہ اقامت کے وقت امام کا محراب کے قریب موجود ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے حکم میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ امام اگر سامنے (یعنی مغرب کی جانب) سے آئے تو امام کو دیکھتے ہی مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہئے جیسا کہ بخاری و مسلم اور فقہی کتابوں میں ہے اور اگر امام پیچھے (یعنی مشرق کی جانب) سے آئے تو امام جس صف سے گزرے وہ صف والے کھڑے ہو جائیں کما فی کتب المذہب اور اگر امام مقتدیوں کے ساتھ محراب میں یا محراب کے قریب موجود ہو تو حکم ہے کہ امام اور قوم سب لوگ اس وقت تک بیٹھے رہیں جب تک مؤذن ’’حی علی الصلوٰۃ‘‘ و ’’حی علی الفلاح‘‘ پر نہ پہنچ جائے۔ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا اس صورت میں خلاف ادب اور مکروہ ہے۔ اوپر کی آٹھ دلیلوں سے اس کا حکم واضح ہوگیا۔ قارئین غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں پہلی صورت یعنی امام کا آگے سے آنا تقریباً معدوم ہے اور دوسری صورت یعنی عین وقت اقامت امام کا پیچھے سے آنا یہ صورت بھی شاذ و نادر ہے۔ رہی تیسری صورت یعنی امام مقتدیوں کے ساتھ محراب میں یا محراب کے قریب موجود ہو عام طور سے اس زمانہ میں یہی صورت پائی جاتی ہے اور ہمیں گفتگو بھی اسی صورت کے متعلق کرنی چاہئے۔ یہی انصاف اور حالات کا تقاضہ ہے ورنہ حق سے منہ موڑنا ہے۔

کچھ دنوں پہلے عائشہ مسجد، قمری مارگ، اجین کے امام مولوی محمد شفیق غفرانی نے

ایک پرچہ (پمفلٹ) شائع کیا جسے پڑھنے کے بعد محسوس ہوا کہ یہ مولوی علم شریعت سے عاری احادیث کریمہ کو سمجھنے سے قاصر اور حالات زمانہ سے جاہل ہے۔

ہم اس پرچہ کا جائزہ لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے عاف ہو جائے گا کہ اس مولوی نے کس طرح عوام الناس کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کی ناجائز کوشش کی ہے اور حالات زمانہ سے بے خبر ہو کر حق سے منہ موڑنے کی جسارت کی ہے۔

اس مولوی کا پہلا دھوکہ

اس نے پمفلٹ کی سرخی (ہیڈنگ) لگائی ''نماز کی اقامت کے وقت اللہ اکبر پر کھڑا ہونا سنت رسول ہونے کا ثبوت'' سنت رسول کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل و تقریر کو اور اس پورے پمفلٹ میں کہیں بھی اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہو گئے یا کسی کو اس کا حکم بھی دیا۔ اس پر حدیث پیش کرنا تو بڑی بات کوئی ایک عبارت بھی نہ لا سکا اور نہ قیامت تک پوری وہابیت و دیوبندیت مل کر اس پر کوئی حدیث لا سکیں گے۔ جب معاملہ یہی ہے تو پھر ایسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا جو آپ سے ثابت نہیں سفید جھوٹ ہے اور ایسوں کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

(مسلم ج ۱ ص ۷ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

دوسرا دھوکہ

اس نے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے بخاری، مسلم اور فتح الباری کی تین روایتیں پیش کی وہ روایت یہ ہے حضرت ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں اقامت کہی گئی تو ہم سب کھڑے

ہو گئے اور صفیں درست کرلیں قبل اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے اور اس سے ملتی روایت بخاری کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور فتح الباری کی روایت کسی صحابی کی نہیں بلکہ ایک تابعی ابن شہاب کی ہے۔

پہلا رد: ان روایتوں کا تعلق پہلی اور دوسری صورت سے ہے کہ امام جب مقتدی کے ساتھ مسجد میں حاضر نہ ہو جب کہ گفتگو تیسری صورت یعنی امام مقتدی کے ساتھ محراب کے قریب ہونے پر ہونی ہے کہ اِس زمانہ میں یہی صورت پائی جاتی ہے مگر اس نے اس پر کوئی دلیل نہ دی۔ دیتے کیسے اس پر کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔

دوسرا رد: اس نے جو حدیثیں پیش کی وہ حدیثیں مرفوع نہیں ہیں بلکہ بخاری و مسلم کی دونوں حدیثیں موقوف ہیں جبکہ فتح الباری کی روایت مقطوع پھر یہ کہ اس میں صحابہ کا عمل بیان کیا گیا ہے نہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ سنت رسول ہونے کا کیا ہے۔

تیسرا رد: اس مولوی نے سب سے بڑی خیانت یہ کی کہ اس نے موقوف حدیثیں بیان کی اور اس کے خلاف جو حدیث مرفوع اسی بخاری مسلم میں ہے جس کو ہم نے نمبر ایک اور دو میں بیان کیا اس کو یہاں چھوڑ دیا اور حق سے منہ موڑنے کی اس نے ایک ایسی ناجائز کوشش کی جسے سن کر قارئین کو بھی اس کی سرقہ بازی (چوری) کا پتہ چل جائے گا وہ سرقہ یہ ہے کہ اس نے بخاری و مسلم کی حدیث پیش کی مگر حدیثوں پر شارح مسلم امام نووی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تبصرہ جان بوجھ کر بیان کرنا چھوڑ دیا کیونکہ یہ تبصرہ اس کے مقصد کے خلاف ہے۔

وہ عبارتیں ملاحظہ کریں

امام نووی نے ان روایتوں کو ذکر کرنے کے بعد ان حدیثوں کے تین جواب تحریر فرمائے: وقوله فی روایة ابی هریرة رضی الله عنه فیاخذ الناس مصافهم قبل خروجه لعله مرة او مرتین ونحوهما لبیان الجواز او لعذر ولعل قوله صلی الله علیه وسلم فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذلك.

(مسلم شریف ج ۱ ص ۲۲۱ ، باب متی یقوم الناس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے ہی صحابہ کرام اپنی اپنی جگہ صفوں میں لے لیتے تھے تو شاید ایسا ایک یا دو مرتبہ ہوا ہو اور وہ بھی صرف بیان جواز کے لئے یا ایسا کسی عذر کی وجہ سے ہوا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے مت ہونا ان حدیثوں کے بعد ہے یعنی صحابہ پہلے ایسا کرتے تھے پھر سرکار نے منع فرما دیا۔

ایسا ہی عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۵ ص ۲۳۰ کتاب الاذان باب متی یقوم الناس میں بھی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی ان تمام حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں

فیجمع بینہ و بین حدیث ابی قتادۃ بان ذلک ربما وقع لبیان الجواز و بان صنیعھم فی حدیث ابی ھریرۃ کان سبب النھی عن ذلک فی حدیث ابی قتادہ۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۲۶۳ کتاب الاذان باب متی یقوم الناس)

مذکورہ حدیثیں ابوقتادہ کی حدیث کی معارض ومخالف معلوم ہوتی ہیں اس لئے انہوں نے جمع کی صورت بیان کی اور فرمایا: اس حدیث اور ابوقتادہ کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ ایسا (یعنی صحابہ کا کھڑا ہو جانا) ایک یا دو مرتبہ بیان جواز کے لئے ہوا ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث میں جو صحابہ کا عمل مذکور ہے اس سے منع کا سبب حضرت ابوقتادہ کی حدیث ہے (یعنی صحابہ نے پہلے ایسا ایک دو مرتبہ کیا ہے۔ پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونے سے منع فرما دیا)

امام نووی علامہ بدرالدین عینی حنفی، علامہ ابن حجر عسقلانی کی ان صاف تشریحات کے باوجود معمول بہا احادیث کو چھوڑ کر متروک العمل احادیث کو دلیل میں پیش کرنا یقیناً یا تو جہالت اور حق سے منہ موڑنا ہے یا پھر علمائے اہل سنت سے بغض وعناد کی بنیاد پر ہے ورنہ پوری دیوبندیت ہماری ان عبارتوں کا جواب لائے حالانکہ وہ ایسا قیامت تک نہیں کر سکیں گے۔

پھر اس مولوی نے اپنی بات بنانے کے لئے فتاویٰ عالمگیری اور بدائع الصنائع کی دو عبارت پیش کی کہ امام اگر آگے سے مسجد میں داخل ہو تو امام کو دیکھتے ہی سبھی لوگ کھڑے ہو جائیں۔

پہلا رد: ہم نے پہلے ہی یہ واضح کر دیا ہے کہ امام اگر آگے سے آئے تو یہی حکم

ہے اس کا تعلق پہلی صورت سے ہے لیکن عصر حاضر میں جو صورت رائج ہے اس مولوی نے اس صورت سے متعلق جان بوجھ کر کوئی عبارت پیش نہ کی اور کیسے کرتے کیونکہ وہ سب عبارتیں اس کے باطل مذہب کے سراسر خلاف ہیں۔

دوسرا رد: اس نے فتاویٰ عالمگیری اور بدائع الصنائع سے صرف ایک صورت کا حکم بیان کیا۔ حالانکہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ ساری صورتوں کا حکم بیان کرتا مگر ایسا کرنے سے چوری جو پکڑی جاتی تو وہ ایسا کیوں کرتا۔ قارئین ہم نے دلیل نمبر ۶ اور ۷ میں بدائع الصنائع اور فتاویٰ عالمگیری کی جو عبارت پیش کی ہے اس کو پڑھئے تو آپ کو بھی ان کی چوری کا پتہ چل جائے گا۔

چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: خلاصۂ کلام اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جب مؤذن "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کہے تو اگر امام ان کے (قوم کے) ساتھ مسجد میں ہے تو لوگوں کے لئے مستحب ہے کہ اس وقت کھڑے ہوں۔ (ج ا ص ۲۹۶ کتاب الصلاۃ فصل و اما سننہا)

یہ عبارت کتنی صاف صاف عصر حاضر کی صورت رائجہ معمولہ کا حکم واضح کر رہی ہے کہ "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" پر نہ صرف کھڑا ہونا چاہئے بلکہ اسی وقت کھڑا ہونا مستحب ہے اور اس صورت میں اس کے خلاف کرنا مکروہ و خلاف ادب ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: اذا دخل الرجل عند الاقامة یکره له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح کذا فی المضمرات۔ (ج ا ص ۵۷ کتاب الاذان، الفصل الثانی فی کلمات الاذان)

جب کوئی آدمی تکبیر کے وقت داخل ہو تو اس کے لئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ بلکہ وہ بیٹھ جائے جب مؤذن "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کہے اس وقت کھڑے ہو۔

اس صاف اور واضح عبارت کو اس مولوی نے بیان نہیں کیا کیونکہ یہ عبارت اس کے باطل مذہب کی عمارت کو ڈھا دیتی۔ کیا اس عبارت سے یہ معلوم نہ ہوا کہ جو آدمی اقامت کے وقت مسجد میں آئے اس کے لئے کھڑا رہنا مکروہ تو جو پہلے سے موجود ہو اس کے لئے کب یہ صحیح ہو سکتا ہے کہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جائے۔

اس کے بعد پھر اس مولوی نے بخاری، مسلم، ابوداؤد، زرقانی کی انہیں روایتوں کو دہرایا جن کا رد بلیغ آپ حضرات ملاحظہ کر چکے۔

اخیر میں ابن ماجہ کی روایت ذکر کرکے اس پر حضرت امام مالک کے ایک قول کو ذکر کیا لیکن اس کو ذکر کرکے نہ جانے کیا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ پرچہ ترتیب دیتے وقت اس مولوی کی عقل ماؤف ہوچکی تھی جبھی اس طرح کی روایت کو بیان کردیا حالانکہ اس میں کہیں سے کہیں تک اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہوجانا چاہئے۔

بفرض محال اگر ایسا ہو جب بھی اس کے لئے مفید نہیں، کیونکہ آنجناب حنفی ہے اور اس کا سب سے بڑا جرم تو یہی ہے کہ اپنے ائمہ حنفیہ کے اقوال و روایت و مذہب کو چھوڑ کر بلا حاجت و ضرورت دوسرے امام کے مذہب کو اپنایا ہم نے فتاویٰ عالمگیری کی عبارت پیش کردی ہے اس میں صاف صاف درج ہے کہ ہمارے تینوں ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن جب اپنے مقصد باطل کے موافق کچھ نہ پایا تو دوسروں کی پناہ ڈھونڈنے لگا، جھوٹ و باطل کا انجام یہی ہوتا ہے۔

اب ہم چاروں مذاہب کے نظریات واحکام کو بیان کردیتے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہوجائے کہ سب کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہے کہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا مکروہ وخلاف ادب ہے۔

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری تحریر فرماتے ہیں:

ومذہب الشافعی وطائفة انه یستحب ان لا یقوم حتی یفرغ المؤذن من الاقامة و ھو قول ابی یوسف... وقال احمد اذا قال المؤذن: قد قامت الصلوٰۃ یقوم... وقال ابوحنیفة ومحمد: یقومون فی الصف اذا قال: حی علی الصلاۃ۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۵ ص۲۲۹ کتاب الاذان باب متی یقوم الناس)

امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب ہے۔ مستحب یہ ہے کہ کھڑا نہ ہو جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہوجائے اور امام ابو یوسف کا یہی قول ہے...... اور امام احمد فرماتے ہیں جب مؤذن "قد قامت الصلوٰۃ" کہے تب کھڑا ہو...... اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد فرماتے ہیں: صف میں اس وقت کھڑے ہوں جب "حی علی الصلوٰۃ" کہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی مذہب مالکیہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں وذھب الاکثرون الی انهم اذا کان الامام معهم فی المسجد لم یقوموا حتی تفرغ

الاقامة۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۱۲۲ کتاب الاذان باب متی یقوم الناس)

اکثر مالکیوں کا مذہب یہ ہے کہ جب امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں ہو تو جب تک اقامت سے فارغ نہ ہو کھڑے نہ ہوں۔ ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام احمد بن حنبل، امام شافعی اور اکثر مالکیہ کا یہی مذہب ہے کہ اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا مکروہ وخلاف ادب ہے۔

مگر دیوبندیوں کی فطرت میں علمائے کرام، محدثین عظام اور بزرگوں کی شانوں میں گستاخیاں کرنا اور ان کی نافرمانی کرنا شامل ہے بلکہ انبیائے کرام اور حد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی یہ لوگ گستاخیاں کرنے سے نہیں چوکتے دیکھئے ان لوگوں کی کتاب تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس۔ اس لئے ہم خود ان کے اپنے پیشواؤں کے فتاوے درج کر دیتے ہیں شاید اس سے ان لوگوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد دوم سوال نمبر ۱۵۸ کے تحت ہے۔ تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب نے "حَیَّ عَلَی الْفَلَاح" کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

جواب: نماز کے آداب میں سے فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ "حَیَّ عَلَی الْفَلَاح" کے وقت سب کھڑے ہوں۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، ج ۲ ص ۸۷ کتاب الصلوٰۃ، دار الاشاعت کراچی)

دیوبندیوں کے ایک اور مبلغ جناب پالن حقانی نے اپنی کتاب "شریعت یا جہالت؟" میں اقامت کے وقت کھڑے ہونے کا جو مسئلہ بیان کیا ہے یقیناً اس سے انہیں کے خود ساختہ مذہب باطل کا خون ہو گیا ہے اور "اَجْنبی مولوی" کی جہالت کا پردہ بھی فاش ہو گیا ہے کہ جو مولوی اپنے مولویوں کے فتاوے سے جاہل ہے وہ قرآن وحدیث کو کیا سمجھے گا نیز اس مولوی کے چیلنج کی حقیقت بھی کھل گئی کہ اس چیلنج کا جواب خود ان کے اپنے مولویوں نے دے رکھا ہے۔

ملاحظہ کریں پالن حقانی کا فتویٰ

اگر کوئی شخص بعد اذان کے اقامت کے وقت مسجد میں آیا تو کھڑے ہو کر اس کو انتظار کرنا مکروہ ہے مگر بیٹھ جاوے پھر جب اقامت میں "حَیَّ عَلَی الْفَلَاح" پر پہنچے تو وہ کھڑا

ہووے۔ امام اور مقتدی مسجد میں ہیں تو ہمارے علماء ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جب مؤذن اقامت میں "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پر پہنچے تب امام اور مقتدی کھڑے ہوویں۔ یہی صحیح ہے (شریعت یا جہالت ص ۶-۵ ناشر محمد پالن حقانی ،مل پلاٹ وانکانیر، (سوراشٹر) مطبع دلی پرنٹنگ پریس ، دہلی)

دیوبندیوں کے ان دونوں فتویٰ کو پڑھنے کے بعد قارئین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ دیوبندی جماعت کتنی جھوٹی ہے وقت آنے پر یہ جماعت خود اپنے مولویوں کے فتویٰ کو بھی نہیں مانتی تو یہ علماء حق اہل سنت و جماعت کی بات کیسے مان سکتی ہے۔

اعلان: ہم نے اقامت شروع ہوتے ہی کھڑے ہونے کی کراہت و خلاف ادب ہونے پر جو صحیح حدیثیں اور اقوال فقہائے کرام درج کیا ہے اور "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ" و "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پر کھڑے ہونے کا استحباب وسنت کو ثابت کیا ہے اگر اس کے خلاف ایسی ہی صحیح احادیث واقوال فقہائے کرام پوری دیوبندیت ووہابیت مل کر پیش کردے اور ہمارے دلائل کو غلط ثابت کردے تو منہ مانگا انعام اور یہ زریں موقع قیامت تک انہیں ملتا رہے گا۔ مگر یقین ہے قیامت تک یہ ایسا نہیں کرسکیں گے تو صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے گمراہ کن عقائد ونظریات سے سچی توبہ اور علماء اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات کو قبول کرکے داخل ایمان ہونا یہی راہ نجات وراہ جنت ہے باقی سب راستے گمراہ وجہنم میں لے جانے والے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وھوا الھادی الی الصواب وما علینا الا البلاغ۔

محمد رفیق الاسلام مصباحی

خادم الافتا الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز کھجرانہ، اندور، ایم پی

۲۵ رشوال ۱۴۳۴ھ، مطابق ۲ ستمبر ۲۰۱۳

نوٹ: اس سے پہلے بھی وہابی مولویوں نے اسی طرح کا ایک گمراہ کن پرچہ نکالا تھا اس کا بھی رد بلیغ حضرت مفتی محمد رفیق الاسلام مصباحی نے کیا ہے اس کو بھی یہاں مزید افادۂ عام کے لئے شامل اشاعت کیا جارہا ہے —— ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الۡفَلَاحِ

پر کھڑے ہونے کا حکم کتب حدیث وفقہ کی روشنی میں

اقامت کے وقت کھڑے ہونے کی متعدد صورتیں ہیں اور بالجملہ تمام صورتوں کا حکم یہ ہے کہ مکبر کے "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" کہنے سے پہلے کھڑا نہیں ہونا چاہئے لیکن ہم یہاں گفتگو اس صورت پر کریں گے جو عام طور سے اس زمانہ میں پائی جاتی ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ امام اور مقتدی مسجد میں حاضر ہوں اور تکبیر کہنے والا امام کے علاوہ کوئی دوسرا ہو اس صورت میں امام اعظم، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور اکثر مالکیہ کے نزدیک "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے اور تمام علمائے حنفیہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔ چونکہ اس زمانے میں یہی صورت پائی جاتی ہے اس لئے بحث بھی اسی صورت کے متعلق کرنی چاہئے۔ اس صورت کو چھوڑ کر کسی دوسری صورت پر بات کرنا عوام کو دھوکہ دینا ہے۔ ہم اس صورت کے حکم کو حدیثوں اور فقہائے کرام کے اقوال سے واضح کررہے ہیں۔

(۱) بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے: عَنۡ اَبِیۡ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیۡمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا تَقُوۡمُوۡا حَتّٰی تَرَوۡنِیۡ۔ اھ (بخاری شریف، ج۱ص ۸۸، کتاب الاذان۔ مسلم شریف، ج۱ص ۲۲۰، باب متی یقوم الناس۔ کتاب المساجد) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اقامت (تکبیر) کہی جائے تو تم لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔ اس حدیث پاک سے یہ بات صاف ہوگئی کہ تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔

(۲) اب میں ایک ایسے صحابی کی حدیث نقل کررہا ہوں جنہوں نے مسلسل دس سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت کی اور سفر وحضر ہر وقت حضور کے ساتھ رہے، ایسے صحابی رسول سے بڑھ کر اور کس کی بات معتبر ہوسکتی ہے۔ وہ صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں۔ بخاری شریف کی مشہور و معتبر شرح فتح الباری میں ہے وکان انس رضی اللہ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ (فتح الباری شرح بخاری، ج۳، ص ۱۲۰، باب متی یقوم الناس. کتاب الصلوٰۃ) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا۔

حضرت انس کے اس عمل مبارک نے صاف کر دیا کہ تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا درست نہیں بلکہ وہ تو اس وقت کھڑے ہوتے جب "قد قامت الصلوٰۃ" کہا جاتا ہم لوگوں کو بھی صحابی کے عمل کے مطابق اپنا عمل کرنا چاہیے۔

(۳) ان سے بھی بڑھ کر دین کے معاملہ میں سخت خلیفۂ دوم حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل مبارک ملاحظہ کریں۔ امام سرخسی نے مبسوط میں امام ابو یوسف کی دلیل بیان کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق اعظم کا عمل مبارک نقل فرمایا: وابو یوسف احتج بحدیث عمر رضی اللہ عنہ فانہ بعد فراغ المؤذن من الاقامۃ کان یقوم المحراب (مبسوط سرخسی ج۱ ص۱۰۵ باب افتتاح الصلوٰۃ کتاب الصلوٰۃ) امام ابو یوسف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے دلیل لائے کہ وہ (حضرت عمر) مؤذن کی اقامت سے فارغ ہونے کے بعد محراب میں کھڑے ہوتے تھے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس عمل مبارک نے یہ بات دن کے اجالے کی طرح روشن کر دیا کہ تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا خلاف سنت اور جلیل القدر صحابہ و تابعین کے اقوال و عمل کے سراسر خلاف ہے۔ سنت یہی ہے کہ "حی علی الصلوٰۃ" کے بعد کھڑا ہو۔

کچھ دن پہلے ایک پرچہ "اللہ اکبر پر کھڑا ہونا" کے نام سے میری نگاہ سے گزرا جس کو دیوبندی، تبلیغی، مولوی مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی اور مولانا محمد بدرالدین اشاعتی مہدپورٹی، نے مل کر مرتب کیا تھا اور اس پرچہ میں ان دونوں نے صحابہ کرام کے مبارک قول و عمل کو چھوڑ کر صحابہ کے بعد کے علماء میں سے ایک تابعی کے قول کو پیش کیا اور بخاری کی ایک حدیث نقل کر کے اس کا غلط مطلب نکالا اور فقہائے کرام کی عبارتوں سے موجودہ صورت کو چھوڑ کر دوسری صورتوں کی عبارتیں پیش کر کے ان عبارتوں کا جھوٹ اور غلط مطلب بیان کر کے اپنا مقصد پورا کرنے کی ناکام کوشش کی۔ ان دونوں کا جھوٹ تو اسی سے ظاہر ہے کہ اگر ان دونوں کی بات صحیح

تھی تو جلیل القدر صحابی حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی بات وعمل کو چھوڑ کر ایک تابعی کی بات کیوں پیش کیا۔ کیا ایک تابعی کی بات وعمل صحابی کی بات وعمل سے بڑھ کر ہوسکتی ہے اور وہ بھی جلیل القدر صحابی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جن کی رائے قرآن کریم کے نزول کے مطابق ہوا کرتی تھی ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

اے مسلمانو! ایمان کے لٹیرے ان دھوکے باز مولویوں کی باتوں پر نہ جاؤ بلکہ صحابہ کرام کی سنتوں پر عمل کر کے دنیا اور آخرت کو سنوارو۔ اب ہم نیچے ایک حدیث اور فقہائے کرام کے کچھ اقوال بیان کر کے اپنی بات ختم کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا سا پرچہ تفصیل کا متحمل نہیں۔

(۴) بخاری شریف میں ہے: قد اقیمت الصلوٰۃ فسوی الناس صفوفھم نماز کی اقامت کہی گئی پھر لوگوں نے صفوں کو درست کیا۔ (بخاری شریف، جلد ا ص ۸۹)

(۵) بدائع الصنائع میں ہے: خلاصۂ کلام اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جب مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے تو امام ان کے ساتھ مسجد میں موجود ہو تو لوگوں کے لئے مستحب ہے کہ اس وقت کھڑے ہوں۔ (ج ا ص ۲۹۶)

(۶) فتاویٰ عالمگیری میں ہے: اگر مؤذن امام کے علاوہ ہو اور لوگ امام کے ساتھ مسجد میں ہوں تو جب مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے اس وقت امام اور لوگ کھڑے ہوں۔ ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک اور یہی صحیح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج ا ص ۵۷)

یہ عبارت کتنی صاف صاف بتا رہی ہے کہ امام اور مقتدی سب اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حی علی الفلاح کہے۔

(۷) فتاویٰ عالمگیری ہی میں ہے: جب کوئی آدمی تکبیر کے وقت داخل ہو تو اس کو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے ہے بلکہ وہ بیٹھ جائے جب مؤذن "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہے اس وقت کھڑے ہو۔ (عالمگیری، ج ا، ص ۵۷)

(۸) فتاویٰ شامی میں ہے: جب کوئی اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہو تو اس کو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ بیٹھ جائے جب مؤذن حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑا ہو۔ (فتاویٰ شامی، ج ا، ص ۲۹۵)

(۸،۷) نمبر کی عبارت سے ظاہر ہے کہ جب آنے والے شخص کو کھڑے ہو کر تکبیر

سننا صحیح نہیں بلکہ اس کو حکم ہے کہ بیٹھ جائے اور جب مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے اس وقت کھڑا ہو تو جو لوگ پہلے سے بیٹھے ہوں ان کے لئے یہ کب صحیح ہوگا کہ پہلے کھڑا ہو جائے اور کھڑے ہو کر تکبیر سنے۔ ہم نے مختصر میں آٹھ دلیلوں سے یہ بات ثابت کر دیا کہ موجودہ صورت حال میں امام اور مقتدی سب اس وقت کھڑے ہوں جب مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے۔ اگر کوئی اس کو غلط کہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس طرح آٹھ، دس دلیلیں پیش کرے اور موجودہ صورت کا حکم واضح کرے اور من چاہا انعام حاصل کرے۔ اگر ایسا نہ کر سکا اور ہرگز نہیں کر سکے گا تو خرافات اور فتنہ و فساد پھیلانے سے توبہ کرے اور حق کو قبول کرے۔

مسلمانو! یہ وہابی مولوی تو اتنے گندے ہیں کہ یہ مسلمانوں کو کافر و منافق کہنے سے بھی نہیں چوکتے، اس کا ثبوت خود ان کا وہ پرچہ ہے اس میں ان دو مولویوں نے سورۂ توبہ کی آیت ۵۴ پیش کی جو منافقوں کے بارے میں ہے۔ اس پرچہ میں یہ ترجمہ ہے: ''اور وہ (منافقین) بہت ہی سستی کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں'' اور اس آیت کے حکم کو ان مسلمانوں پر چسپاں کر دیا جو لوگ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں گویا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑے ہونے والے منافق ہیں اور جلیل القدر صحابی حضرت فاروق اعظم اور حضرت انس رضی اللہ عنہما پر بھی منافق ہونے کا حکم لگا دیا۔ معاذ اللہ

حالانکہ ہم نے حدیث وفقہ سے ابھی ثابت کیا کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہونا ہی سنت صحابہ وعلما ہے۔ ان مولویوں نے ایک آیت کریمہ کا غلط مطلب نکال کر نہ جانے کتنی حدیثوں کو غلط ٹھہرا دیا اور اپنے بتائے ہوئے حکم کے خود مرتکب (مجرم) ٹھہرے۔

مسلمانو! آپ خود فیصلہ کریں جو لوگ اپنی غلط بات ثابت کرنے کے لئے جلیل القدر صحابہ کرام کو بھی منافقین کی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں معاذ اللہ ایسے لوگوں سے دین سے متعلق بھلائی واصلاح کی کیا امید کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچنے، حق سمجھنے اور حق کو قبول کر کے اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ وھو الھادی الی الحق۔

محمد رفیق الاسلام رضوی مصباحی دیناجپوری
خادم الافتا، الجامعۃ الغوثیہ، غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم پی)